ڈاکٹر محمد اعظم چوہدری
شعبہ سیاسیات وفاقی اُردو یونیورسٹی
عبدالحق کیمپس کراچی

انجمنِ پنجاب لاہور (۱۸۶۵ء)
مشرقی زبانوں کا احیاء اور فرقہ واریت

REVIVAL OF ORIENTAL LANGUAGES AND COMMUNALISM

Abstract

Anjuman-e-Punjab was established in 1865 for the revival of oriental languages under the governance of British Indian Government. University College, Lahore and Oriental college came into being in 1869 and 1870 due to efforts of Anjuman. University college got charter of Punjab University in 1882. Punjab university made the English, the medium of instruction according to Lord Macaulay's educational system and Oriental College which was there for the development of oriental languages. Anjuman arranged a subjective meeting of poets according to curriculum needs and published a newspaper to spread their activities. After Urdu-Hindi controversy (1867) Hunter education commission (1882),Ripon local government Reforms (1882) Aitchison Public Service commission (1886) and the Punjab Alienation of land act 1900 increased communal conflict. Because of which Urdu-Hindi and Punjabi Languages controversy issue turned to communalism. Anjuman-e-Punjab supported all of three languages even in this critical situation. Afterwards Arya-Samajis, Muslim and Sikhs established in name of DAV, Islamia and Khalsa school and colleges. Due to these educational institutions competitive higher studies trend was developed but religious bias was gradually increased. But Today Punjabi, Urdu, Hindi, Persian and Arabic have been reading and writing in Indian and Pakistani Punjab just due to Struggle of Anjuman-e-Punjab.

پنجاب میں برطانوی راج قائم ہونے (۱۸۴۹ء) کے بعد ہر شعبہ زندگی میں تبدیلیاں آنا شروع ہو گئیں۔ علم و ادب کا پرچار ہونے لگا۔ ۲۱ جنوری ۱۸۶۵ء کو گورنمنٹ کالج لاہور (۱۸۶۴ء) کے پہلے پرنسپل ڈاکٹر جی۔ڈبلیو لائٹنر (G. W. Leitner)[۱] کی تحریک پر سِکشَا سبھا کے دفتر میں پنڈت من

پھول (اکسٹرا اسسٹینٹ کمشنر، کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں انجمن پنجاب (۲) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اِس موقعے پر منشی ہرسکھ رائے (مُہتمم کوہ نور اخبار)

شعبہء فارسی اور بابو نوین چندر رائے (بنگالی) شعبہء انگریزی کے سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر لائٹنر کو صدر چنا گیا۔ بُہت سے حضرات کو انجمن کا ممبر بنایا گیا۔ جن میں خاص نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ دیوان پیج ناتھ، ای اے سی (EAC)، لاہور

۲۔ فقیر سید شمس الدین، آنریری میجسٹریٹ، لاہور

۳۔ سردار بھگوان سنگھ، جاگیردار، امرتسر

۴۔ شیخ فیروز الدین، رئیس، لاہور

۵۔ مولوی کریم الدین، ڈپٹی انسپیکٹر مدارس، لاہور

٦۔ مولوی (مولانا) محمد حسین آزاد، نائب رشتہ دار، محکمہ ڈائریکٹری پنجاب، لاہور

۷۔ مولوی نیاز حسین، مُدرِس، مدرسہ تعلیم، لاہور

۸۔ مولوی علمدار حسین، مُدرِس، گورنمنٹ کالج، لاہور۔ (۳)

انجمنِ پنجاب کے اغراض و مقاصد:

۱۔ مشرقی علوم کو ترقی دینا۔

۲۔ دیسی (Verna cular) زبانوں کے ذریعے سے علومِ انشاء اور علوم مفیدہ (سائنس و ٹیکنالوجی) کی ترقی و اشاعت۔

۳۔ علمی، ادبی، سماجی اور سیاسی مسائل پر بحث و نظر۔

۴۔ مفاد عامہ کے لیئے صُوبے کے تعلیم یافتہ اور بااثر طبقات کو بیورو کریسی (افسر شاہی) کے قریب لانا۔

۵۔ صنعت اور تجارت کو فروغ دینا۔ (۴)

انجمنِ پنجاب کو ابتدا ہی سے سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔ جس کی وجہ سے انجمن تیزی سے ترقی کرنے لگی۔ مختلف شہروں میں اِس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ لاہور میں ایک کتب خانہ اور دار المطالعہ قائم کیا گیا۔ انجمن کے مقاصد کی تشہیر اور اِن کے فروغ کے لیئے ایک رسالہ بعنوان ''رسالہ انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب'' جاری کیا گیا۔ (۵) ہفتہ وار علمی و ادبی مجالس کا انعقاد باقاعدگی سے ہونے لگا۔ انجمن کے رسالے میں مجالس کی کارروائیاں تفصیل کے ساتھ شائع ہوتی تھیں۔ گاہے بگاہے انگریزی، ہندی اور پنجابی (گرمکھی) میں بھی کچھ چیزیں شائع ہوتی تھیں۔ (٦) انجمن نے اپنے قیام کے پہلے

سال ہی پنجاب میں علومِ شرقیہ کی ایک یونیورسٹی قائم کرنے کی تجویز پیش کی اوراِس کے لئے سر گرم عمل ہو گئی۔ ۱۱ستمبر ۱۸۶۵ء کو انجمن کے اجلاس کے بعد لاہور اور امر تسر کے ۶۵ سر کردہ افراد کے دستخطوں سے یونیورسٹی کالج کے قیام کے لیئے ایک محضر تیار کرکے لیفٹیننٹ گورنر سر ڈونلڈ میکلوڈ (Donald Mcleod) کو پیش کیا گیا۔ دیسی اکابرین کی اِس مساعی کو تقویت پہنچانے کے لیئے چار یورپی حضرات مسٹر برانڈرتھ (کمشنر) مسٹر ایچی سن (ڈپٹی کمشنر) مسٹر الیگزانڈر (انسپکٹر آف اسکولز) اور سر لیپل گریفن (ICS) پر مشتمل ایک تائیدی کمیٹی بنائی گئی۔ اِس طرح دیسی اکابرین اور بدیسی حکام نے مل کر مجوزہ یونیورسٹی کالج کے لیئے سرمایہ فراہم کرنے اور زمین ہموار کرنے کا کام شروع کیا۔ اِس جدوجہد کے نتیجے میں ۸ستمبر ۱۸۶۹ء کو یونیورسٹی کالج لاہور'' قائم ہو گیا۔ اگلے سال اِسے ''پنجاب یونیورسٹی کالج'' کا نام دیا گیا۔ اُسی سال یعنی ۱۸۷۰ء میں ہی پنجاب یونیورسٹی کالج کے احاطہ میں اورینٹل کالج (مدرستہ العلوم الشرقیہ) کا قیام عمل میں آیا۔ واضح رہے کہ انجمن پنجاب نے پہلے پہل ۱۸۶۵ء میں ہیرامنڈی کے قریب ایک پاٹھ شالہ کو اپنی تحویل میں لے کر مدرستہ العلوم الشرقیہ کا آغاز کیا تھا جو ۱۸۶۸ء میں بند ہو گیا تھا۔ اورینٹل کالج (Oriental Collage) اِسی تحریک کی پیداوار تھا۔ (۷) مزید کوشش اور جدوجہد سے بالآخر ۱۴اکتوبر ۱۸۸۲ء کو پنجاب یونیورسٹی کالج کو باقاعدہ طور پر پنجاب یونیورسٹی کا چارٹر مل گیا۔ (۸) ۱۸۵۷ء میں کلکتہ، مدراس اور بمبئی میں قائم ہونے والی یونیورسٹیوں کے بعد یہ ہندوستان کی چوتھی یونیورسٹی تھی۔ کلاسیکی اور دیسی زبانوں کی ترقی و ترویج کے لیئے اورینٹل کالج قائم رہا اور جدید مغربی علوم کے لیئے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنایا گیا۔ اِس طرح اہل پنجاب کی اشک سوئی بھی ہو گئی اور لارڈ میکالے (Lord Macaulay) کے تعلیمی نظریے (۱۸۳۵ء) کا بھی بول بالا ہو گیا۔ (۸)

انجمنِ پنجاب کے جلسوں میں علمی و ادبی مضامین کے علاوہ سماجی مسائل سے متعلق مضامین بھی پڑھے جاتے تھے۔ علاوہ ازیں محکمہ تعلیم کی ایماء پر پہلے میجر فلر (Fuller) اور بعد ازاں کرنل ہالرائیڈ (Holroyd) ڈائریکٹر تعلیمات کی سرپرستی میں نصابی ضرورتوں کے پیشِ نظر موضوعاتی مشاعرے بھی ہوئے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد (۱۸۳۲ء۔ ۱۹۱۰ء) اور مولانا الطاف حسین حالی (۱۸۳۷۔ ۱۹۱۴ء) اِن مشاعروں کے روحِ رواں تھے۔ (۹) اِن مشاعروں اور انجمن کی دیگر علمی و ادبی سرگرمیوں نے اُردو ادب کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ انجمن کا پہلا رسالہ ۱۸۷۰ء میں بند ہو گیا اور اُس کی جگہ ''اخبار انجمن پنجاب'' نے لے لی۔ (۱۰)

ہندی اُردو قضیہ (۱۸۶۷ء) کے بعد جب ہنٹر ایجوکیشن کمیشن (۱۸۸۲ء) کا قیام عمل آیا تو اِن بگڑے ہوئے حالات میں مزید گرما گرمی آگئی۔ اِس کمیشن سے مسلمانوں کو توقع تھی کہ وہ اِن کے لیئے حکومت سے خصوصی مراعات کی سفارش کرے گا جبکہ ہندووں کی خواہش تھی کہ یہاں اُردو کی بجائے

ہندی کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جائے گا۔ جیسا کہ چند سال قبل (۱۸۷۱ء) بنگال کے لیفٹیننٹ گورنر سر جارج کیمپ بل(Sir George Campbell)نے بہار میں اُردو کے ساتھ ہندی کو بھی رائج کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ (۱۱) سر سید کے حسب مشورہ پنجاب کے مسلمانوں کا شہری طبقہ ہندووں کی اِس خواہش کے رد عمل میں اُردو کے دفاع کے لیئے پوری طرح کمربستہ ہو گیا اور انجمنِ حمایت اُردو کا قیام عمل میں آیا۔(۱۲) جس نے فوری طور پر اُردو کے ترک کر دیئے جانے کے خدشے کے پیش نظر حکومت کو عرضداشتیں پیش کیں اور حکومت کو پنجاب میں اُردو سرکاری زبان کے طور پر برقرار رکھنے میں قائل کر لیا۔(۱۳)یوپی میں سر جان اسٹریچی (Sir John Strachey) بھی اُردو مخالف کوئی قدم اٹھانے سے باز رہا۔ رپن لوکل گورنمنٹ ریفارمز (۱۸۸۲ء) ایچی سن پبلک سروس کمیشن(۱۸۸۶ء)اور پنجاب انتقال اراضی ایکٹ(۱۹۰۰ء) نے بھی فرقہ وارانہ رقابت میں اضافہ کیا۔

ہنٹر کمیشن کے بعد پنجاب میں اُردو، ہندی اور پنجابی کا مسئلہ سہ لسانی قضیہ کی شکل اختیار کر گیا۔ انجمن نے اُس زمانے میں بھی تینوں زبانوں کی سرپرستی جاری رکھی اور ۸۳۔۱۸۸۲ء میں اِن کی ترقی و ترویج کے لیئے درج ذیل ارکان پر مشتمل الگ الگ کمیٹیاں بنائیں۔(۱۵)

اُردو کمیٹی کے ارکان:

(۱) مولوی فیض الحسن (۲) رائے کنہیا لعل (۳) نواب نوازش علی خان (۴) نواب غلام محبوب سبحانی(۵) ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو لائٹنر (۶) مسٹر ای۔ ڈبلیو پار کر (۷) ڈاکٹر عبدالرحیم خان (۸) پیرزادہ محمد حسین (۹) پنڈت امر ناتھ (۱۰) سید محمد لطیف (۱۱) مولوی ابو سعید محمد حسین (۱۲) سوڈھی حکم سنگھ (۱۳) پنڈت ایشری پرشاد (۱۴) سردار گوردیال سنگھ (۱۵) مہدی خاں: وزیر اعظم (۱۶) غلام نبی: چیف جسٹس (۱۷) میر نثار علی۔

پنجابی کمیٹی کے ارکان:

(۱) سردار عطر سنگھ (۲) سردار ٹھاکر سندھانوالیہ (۳) سوڈی حکم سنگھ (۴) بھائی میاں سنگھ (۵) لالہ بہاری لال (۶) ڈاکٹر وائٹ بریخٹ ریورنڈ (۷) بھائی ہر سہ سنگھ (۸) رائے مول سنگھ (۹) بھائی گورمکھ سنگھ (۱۰) بھائی چرت سنگھ (۱۱) جوگی شیو ناتھ (۱۲) بابو نوین چندر رائے (بنگالی)

ہندی کمیٹی کے ارکان:

(۱) بابو نوین چندر رائے (۲) پنڈت گورو پرشاد (۳) پنڈت سکھ دیال (۴) پنڈت رشی کیش (۵) بھائی گورمکھ سنگھ (۶) پنڈت ایشری پرشاد (۷) پنڈت بھان دت متذکرہ کمیٹیوں کے ارکان کے ناموں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کہ اُردو کمیٹی میں مسلمان، ہندو اور سکھ تینوں شامل تھے۔ جبکہ ہندی اور پنجابی کمیٹی میں صرف ہندووں اور سکھوں کو نمائندگی دی گئی تھی۔ یقیناً اس کی وجہ دیوناگری اور

گر مکھی رسم الخط تھا۔(۱۶)ورنہ پنجابی بولنے والے مسلمانوں کی تعداد ہندوؤں اور سکھوں کی مجموعی تعداد سے بھی زیادہ تھی،مزید براں بعض اشخاص کو دو کمیٹیوں میں شامل کیا گیا۔ جیسے سوڈھے حکم سنگھ پنجابی اور اُردو کمیٹیوں میں، پنڈت ایشری پرشاد ہندی اور اُردو کمیٹیوں میں، بھائی گورمکھ سنگھ اور بانوین چندرائے پنجابی اور ہندی کمیٹیوں میں شامل تھے۔

ہندو محضر ناموں کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ اِن محضر ناموں نے فرقہ واریت اور علیحدگی پسندی کے بیج بوئے۔ ہندوؤں نے محضر ناموں میں حکومت پر واضح کیا کہ اُنہیں اِس تصور سے بھی نفرت ہونے لگی ہے کہ اِن کی اولاد کو اُردو زبان میں تعلیم دی جائے۔۔۔ ہمارے سابق حکمرانوں نے ہم پر زبردستی اُردو کے نام پر ایک ایسی زبان تھوپ دی جو عربی اور فارسی زبانوں سے مل کر بنی تھی۔ لیکن عوام کے کثیر طبقے نے اِس زبان کو کبھی قبول نہیں کیا۔۔۔ کوئی ہندو شریف زادہ اخلاقی طور پر اتنا نہیں گرا کہ اپنی بہو بیٹیوں کو اُردو اور فارسی کی تعلیم سے آراستہ کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ کیونکہ اِن زبانوں میں لکھی ہوئی کتابیں عموماً فحش ہوتی ہیں اور اخلاقی کردار پر اِن کا بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔۔۔ اُردو ایک بدیسی اور چھچھوری زبان ہے۔ یہ زبان ہندوؤں کی مذہبی اور سماجی امنگوں اور آرزوؤں کی ترجمان نہیں بن سکتی۔۔۔اِس زبان کا رسم الخط عربی ہے جو مسلمانوں کی مقدس زبان ہے۔اِس لئے دھرمی ہندو اسے ہاتھ لگانا بھی پسند نہیں کرتے(۱۷)ایک دوسرے محضر نامے میں کہا گیا کہ فارسی کامل بدیسی اور اُردو محدود حلقے کی زبان ہے اور اِن زبانوں کا رسم الخط بھی ملک کے لیئے اجنبی ہے۔ حکومت نے عدالتوں اور اسکولوں میں اِسے زبردستی مسلط کر رکھا ہے۔ جبکہ سنسکرت اور ہندی کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ محضر نامے میں تجویز کیا گیا کہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق پنجاب کے ۱۵ ہندو سکھ اکثریتی اضلاع (۱۸)میں ہندی کو عدالتی زبان قرار دیا جائے اور قواعد کے مطابق حسب ضرورت اُردو کو اختیاری حیثیت قرار دی جائے اور ۱۷ مسلم اکثریتی اضلاع (۱۹) میں اِس کے برعکس اُردو کو لازمی اور ہندی کو اختیاری حیثیت دی جائے۔ یہی صورت ذریعہ تعلیم کے بارے میں دونوں حصّوں میں اختیار کی جائے۔ ہندو سکھ اکثریتی اضلاع میں ہندی لازمی ذریعہ تعلیم ہو اور مسلم اکثریتی اضلاع میں اُردو لازمی ہو۔ مگر جن ہندوؤں کو اِس پر اعتراض ہو اُنہیں مستثنیٰ قرار دیا جائے۔(۲۰)

ہنٹر کمیشن کے سامنے ہندوؤں کی طرف سے اُردو کی سخت مخالفت، ایچی سن کمیشن کے نتیجے میں مسلمانوں کا سرکاری ملازمتوں پر حاوی ہونا اور رپن ریفارمز کے تحت بلدیاتی اداروں میں اقلیتی نشستوں کی تخصیص اور پنجاب انتقال اراضی ایکٹ کے ذریعے کاشتکاروں سے شاہوکاروں کو زمینوں کی منتقلی روکنے کے لیے اقدامات کی وجہ سے پنجاب میں فرقہ وارانہ رقابت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ تینوں فرقے یا قومیں سرکاری سرپرستی اور طاقت کے حصول کی خاطر ایک دوسرے سے بیگانہ ہوتے چلے

گئے۔ سوامی دیانند نے ہندو قوم پرستی کے فروغ کے لیئے پنجاب میں آریہ سماج کی تشکیل کی۔(۲۱)۔آریہ سماج نے دیانند اینگلوویدک (DAV)اسکول اور کالج قائم کیے اور مختلف اخبارات ورسائل جاری کیے۔ جنہوں نے عیسائیت کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا۔ مسلمانوں نے انجمن اسلامیہ اور انجمن حمایتِ اسلام جیسی تنظیمیں قائم کیں۔ جنہوں نے مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی اور سماجی ترقی کے لیئے کام کیا۔ مختلف شہروں میں اسلامیہ اسکول اور کالج بنائے گئے۔ سکھوں نے بھی اپنے قومی تشخص کی بقاءاور سالمیت کے لیئے سنگھ سبھا کے نام سے تنظیم قائم کی جو خالصہ اسکولوں اور کالجوں کے قیام کے علاوہ گوردواروں کے بہتر انتظام وانصرام کا محرک بنی۔ پنجاب میں فرقہ وارانہ بنیادوں پر تعلیمی اداروں کا قیام انجمنِ پنجاب کی مشترکہ تعلیمی تحریک پر غالب آنے لگا۔(۲۲) پنجاب یونیورسٹی بھی، جس کے قیام میں تینوں قوموں کے اکابرین برابر کے شریک تھے، فرقہ وارانہ رُجحان کا شکار ہوگئی۔ بلاشبہ علیحدہ علیحدہ قومی تعلیمی اداروں کے قیام سے جہاں ایک طرف اعلیٰ تعلیمی رُجحان میں جذبہ مسابقت کی وجہ سے ترقی ہوئی اور مذہبی احیاء کی تحریک کو تقویت ملی جو مغلوں کے زمانہ زوال میں شروع ہوئی تھی وہاں دوسری طرف ہندو، مسلم اور سکھ اقوام کے درمیان اختلافات کی خلیج بھی وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی جو بالآخر آزادی کے وقت بٹوارے پر منتج ہوئی، لیکن یہ انجمن ہی کی کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ آج بھی پنجاب کے پوربی اور پچھّمی دونوں منطقوں میں اَلسنہِ شرقیہ کے بے شمار کتب خانے موجود ہیں۔ پوربی نطقے (۳۲) میں معیاری ہندی اور پنجابی (گرمکھی) اور پچھّمی منطقے میں اعلیٰ پایے کی اُردو، پنجابی (شاہ مکھی)، فارسی اور عربی لکھی اور پڑھی جارہی ہے۔

حوالہ جات وتشریحات:

(۱) ڈاکٹر گوٹلیب ولہلم لائٹز (Gottlieb Wilhelmleitner) ۱۴اکتوبر ۱۸۴۰ء کو ہنگری میں دریائے ڈینیوب کے بائیں کنارے پسٹ (Pest) شہر میں پیدا ہوئے، بوڈا (Buda) دائیں کنارے پر واقع ہے۔ ابتدائی تعلیم مالٹا میں حاصل کی۔ بعدازاں استنبول (ترکی) میں اسلامیات کا مطالعہ کیا، عربی اور ترکی زبان سیکھی اور کنگز کالج لندن میں عربی اور محمڈن لاپڑھانے لگے۔ ۱۸۶۲ء میں جرمنی کی فری برگ (Freiburg) یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ ۱۸۶۴ء میں انڈین سول سروس (ICS) میں شمولیت اختیار کی اور گورنمنٹ کالج لاہور کے اوّلین پرنسپل بنے۔ لاہور میں رہتے ہوئے اُنہوں نے انجمن پنجاب کی تنظیم کی۔ پنجاب یونیورسٹی کے قیام کی تحریک چلائی۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے حقیقی بانی سمجھے جاتے ہیں۔ تعلیم کے فروغ کے لیے اُنہوں نے کتب خانوں اور اسکولوں کو قائم کرنے میں بھرپور حصّہ لیا۔ وہ پنجاب میں رُوایتی ذریعہ تعلیم کے حامی تھے۔ دسمبر ۱۸۸۶ء میں ریٹائرمنٹ لے کر یورپ چلے گئے۔ اِن کا انتقال لندن میں ۲۲ مارچ ۱۸۹۹ء کو ہوا۔

(۲) انجمن پنجاب کا ابتدائی نام ''انجمنِ اشاعت مطالب مفید پنجاب'' (Society for DE diffusion of useful in the Punjab) رکھا گیا۔

(۳) ڈاکٹر صفیہ بانو، انجمنِ پنجاب: تاریخ و خدمات، کراچی، کفایت اکیڈمی ۱۹۷۸ء، ص ص ۱۰۵، ۱۰۶

(۴) کیلنڈر یعنی دستور العمل پنجاب یونیورسٹی کالج بابت ۷۵۔۱۸۷۴ء لاہور مطبع انجمنِ پنجاب باہتمام نظام الدین چھپا، ص ۷

(۵) ڈاکٹر مسکین علی حجازی، پنجاب میں اُردو صحافت کی تاریخ، لاہور، سنگِ میل پبلی کیشنز ۱۹۹۷ء، ص ۳۴

(۶) انجمنِ پنجاب کی اِس تعلیمی تحریک سے متاثر ہو کر سر سید احمد خان (۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء) کی برٹش انڈین ایسوسی ایشن (یوپی) نے بھی اگست ۱۸۶۷ء میں ایک ورنا کیولر (Vernacular) یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے وائسرائے سر جان لارنس کی خدمت میں غرضداشت بھیجی تھی۔ مگر جلد ہی ایسوسی ایشن اپنے اِس موقف اور مطالبے سے دستبردار ہو گئی نظام تعلیم ۱۸۳۵ء اور لارڈ میکالے کے نظام تعلیم (۱۸۳۵ء) کی موئیہ بن گئی۔

(۷) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، تاریخ یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور، لاہور، جدید اردو پریس ۱۹۶۲ء

(۸) پروفیسر جے ایف بروس، A History of the university of Punjab لاہور، ایشور داس ۱۹۳۳ء سر سید کی قائم کردہ سائنٹیفک سوسائٹی کی یہ خواہش تھی کہ یونیورسٹی یوپی کے کسی مقام پر قائم ہو۔ سر سید نے پنجاب یونیورسٹی میں مشرقی علوم کی تعلیم کے خلاف تہذیب الاخلاق میں کئی مضامین لکھے۔ دیکھئے: ڈاکٹر فوق کریمی، سر سید کے سیاسی افکار، لاہور، ایشیاء بک سنٹر ۱۹۹۰ء ص ۱۳۱۔ نور الحسن نقوی، سر سید اور ہندوستانی مسلمان، علی گڑھ ایجوکیشنل بک ہاؤس ۱۹۷۹ء ص ۱۲۲۔

(۹) انجمن پنجاب کے دس موضوعاتی مشاعروں (۷۵۔۱۸۷۴ء) کی مفصل روداد کے لیے ملاحظہ فرمائیے۔ عارف ثاقب، انجمن پنجاب کے مشاعرے، لاہور، الوقار پبلی کیشنز واپڈا ٹاؤن ۱۹۹۵ء۔ ڈاکٹر صفیہ بانو کی محولہ کتاب انجمن پنجاب، ص ص ۲۱۹ تا ۳۷۳ اِن مشاعروں کی وجہ سے حالیؔ کے خیالات میں ایسا نکھار پیدا ہوا کہ ''مدوجزر اسلام'' جیسی معرکتہ الارا مسدس معرض وجود میں آئی۔

(۱۰) ڈاکٹر مسکین علی حجازی کی محولہ کتاب پنجاب میں اُردو صحافت کی تاریخ، ص ۳۴ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے مطابق انجمن نے ۱۸۷۰ء میں ایک ہفتہ روزہ رسالہ، ''ہمائے پنجاب'' جاری کیا اور ۱۸۱۷ء میں اِسے بند کرکے ''اخبار انجمن پنجاب'' نکالا۔ دیکھئے: کاروانِ صحافت، کراچی، انجمن ترقی اُردو پاکستان ۱۹۸۹ء اشاعت دُوم، ص ۷

(۱۱) ڈاکٹر رفیق زکریا، ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کا عروج (مترجم: ڈاکٹر ثاقب انور) نئی دہلی، ترقی اردو بیورو ۱۹۸۵ء ص ۱۰۴۔ ۷ نومبر ۱۸۷۱ء کو بھاگلپور سائنٹیفک سوسائٹی کے اجلاس میں مولوی امداد علی نے سر جارج کیمپ بل کی اِن الفاظ میں تعریف و توصیف کی کہ ''جب مہتاب نے ممدوح کے رتبے کی بلندی پر نگاہ ڈالنی چاہی تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور بنگال میں اپنے رقیب کی رخشندگی کو دیکھ کر آفتاب کا چہرہ زرد پڑ گیا۔۔۔'' اِس مدلل خطبے کی مرصع زبان کو نہ سمجھتے ہوئے گورنر موصوف نے پٹنہ اور بھاگلپور ڈویژنوں میں اُردو کے ساتھ ہندی بھی رائج کردی۔

(۱۲) انجمنِ حمایتِ اُردو کی سربرآوردہ شخصیات میں ☆نواب نوازش علی خان☆نواب نیاز علی خان، ☆نواب عبدالمجید خان☆ فقیر سید شمس الدین، ☆ فقیر سید جمال الدین☆ شیخ فیروزالدین☆ڈاکٹر رحیم خاں، ☆ محمد برکت علی خان اور ☆مولوی علمدار حسین وغیرہ شامل تھے۔

(۱۳) فخر زمان، پنجاب، پنجابی اور پنجابیت، لاہور، الحمد پبلی کیشنز ۲۰۰۳ء ص ۱۳۰۔ اس کا کریڈٹ (Credit) انجمنِ پنجاب اور اُس کے غیر برطانوی ہنگیرین سربراہ ڈاکٹر لائٹنر کو بھی جاتا ہے۔ جس کا نقطہ نظر اُن انگریزوں سے مختلف تھا جو ہندی کو اُردو پر غالب دیکھنا چاہتے تھے۔

(۱۴) ڈاکٹر محمد اعظم چوہدری، تحریک پاکستان میں پنجاب کا کردار، کراچی، رائل بُک کمپنی ۱۹۹۶ء ص ۳۲

(۱۵) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار لاہور، دانشگاہ ۱۹۹۶ء ص ۸۷ اور ۹۷ اُردو پنجابی اور ہندی کے علاوہ انجمن نے عربی، فارسی اور سنسکرت کی کمیٹیاں بھی بنائیں۔ پہلی دفعہ ۳ مارچ ۱۹۶۵ء کو کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ دیکھئے: ڈاکٹر صفیہ بانو کی محلولہ کتاب انجمن پنجاب، ص ص ۱۱۲ تا ۱۱۴۔

(۱۶) دیوناگری (دیوتاوں کی تحریر) وہ رسم الخط ہے جس میں سنسکرت اور ہندی لکھی جاتی ہے جبکہ گرمکھی دوسرے گوروانگد (۵۲۔۱۵۰۴ء) نے ایجاد کیا۔ جو کرتارن کے رہنے والے تھے۔ فورٹ ولیم کالج کلکتہ (۵۴۔ ۱۸۰۰ء) کے قیام سے پہلے اُردو اور ہندی ایک ہی زبان کے دو نام تھے۔ اس کالج میں گلکرسٹ (Gilchrest) نے للولال جی سے پریم ساگر لکھوا کر ہندستانی (بہ خط ناگری) کے نام سے ایک علیحدہ زبان کی بنیاد رکھی۔ پریم ساگر بھگوت گیتا کے ایک حصّے کا ترجمہ ہے۔ جس کا پہلا ایڈیشن ۱۸۰۳ء میں شائع ہوا۔ ابتدا میں فورٹ ولیم کالج میں انگریزی، عربی، فارسی، سنسکرت، تامل تیلگو، کنڑی، مراٹھی بنگالی اور اُردو پڑھانے کا انتظام تھا۔ بعد میں ہندی کا اضافہ کیا گیا۔ اس کے نصاب میں عبداللہ مسکین کا مرثیہ، کاظم علی جوان کی شکنتلا، میر بہادر علی حسینی کی اخلاق ہندی اور مظہر علی خان ولا کی قصہ مادھونل اور کام کنڈلا شامل تھیں۔ ڈاکٹر خلیق انجم، پیش لفظ در ڈاکٹر حامد حسین (مرتب) اُردو: ہندی دانشوروں کی نظر میں، نئی دہلی، انجمن ترقی اردو ہند ۱۹۸۳ء ص ص مادھنل اور کام کنڈلا شامل تھیں۔ ڈاکٹر خلیق انجم، پیش لفظ در ڈاکٹر حامد حسعن (مرتب) اُردو: ہندی دانشوروں کی نظر میں، نئی دہلی، انجمن ترقی اُردو ہند ۱۹۸۳ء، ص ص ۱۷ اور ۱۸

(۱۷) ڈاکٹر رفیق زکریا کی محولہ کتاب ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کا عروج، ص ۴۰۵

(۱۸) مردم شماری ۱۸۸۱ء کے مطابق ۱۵ ہندو سکھ اکثریتی اضلاع درج ذیل تھے: (۱) دہلی (۲) گوڑگانواں (۳) کرنال (۴) حصار (۵) رہتک (۶) سرسہ (۷) انبالہ (۸) کانگڑہ (۹) شملہ (۱۰) لدھیانہ (۱۱) جالندھر (۱۲) ہوشیار پور (۱۳) امرتسر (۱۴) گورداسپور (۱۵) فیروزپور۔

(۱۹) مسلم اکثریتی اضلاع یہ تھے: (۱) لاہور (۲) سیالکوٹ (۳) گوجرانوالہ (۴) راولپنڈی (۵) جہلم (۶) گجرات (۷) سرگودھا (۸) ملتان (۹) جھنگ (۱۰) ساہیوال (۱۱) مظفر گڑھ (۱۲) ڈیرہ غازی خان (۱۳) ڈیرہ اسماعیل خان (۱۴) بنوں (۱۵) پشاور (۱۶) ہزارہ (۱۷) کوہاٹ۔ آخر الذکر پانچ اضلاع کو ۱۹۰۱ء میں پنجاب سے الگ کرکے شمال مغربی سرحدی صُوبے (خیبر پختونخواہ) کا قیام عمل میں لایا گیا۔

(۲۰) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی محولہ کتاب جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار، ص ۸۳۔

(۲۱) آریہ سماج تحریک کا بانی سوامی دیانند سرسوتی(۸۳۔۱۸۲۴ء) گجرات کاٹھیاوار کا رہنے والا تھا۔۲۰ سال کی عمر میں گھر چھوڑ دیا اور دیش میں گھوم گھوم کر گیان کا اُپدیش دینے لگے۔۱۸۷۵ء میں بمبئی میں آریہ سماج کی بنیاد رکھی۔یوپی اور پنجاب میں بھی آئے۔لوگوں کی راہنمائی کے لیے ستیار تھ پر کاش (حقیقی روشنی) کے عنوان سے کتاب تحریر کی۔آریہ سماجیوں نے پورے ملک میں دیانند اینگلو ویدک کالجوں اور اسکولوں کا ایک جال بچھا دیا جہاں ویدوں کے ساتھ جدید علوم کی تعلیم دی جاتی تھی تفصیل دیکھئے: ایثار حسین، ہندوستان کے عظیم لوگ، لاہور، بک ہوم، ۲۰۰۵ء ص ص ۶۵تا۶۷

(۲۲) انجمن پنجاب ۱۸۸۶ء تک رفتہ رفتہ خاتمے کے قریب پہنچ گئی لیکن اِس نے احیائے علوم مشرقی زبان وادب کے سلسلے میں جو عدیم المثال خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ڈاکٹر لائٹنر ۱۸۸۶ء کے آخر میں بیماری کی وجہ سے پنشن پا کر وطن واپس چلے گئے۔روساء اور عمائدین نے چندہ دینا بند کر دیا۔پنجاب میں کئی انجمنیں قائم ہو گئیں۔

(۲۳) مشرقی منطقہ یعنی انڈین پنجاب تین صُوبوں پنجاب، ہریانہ اور ہماچل پردیش میں منقسم ہے۔